

الہی جماعتوں کے مخالفین کا انجام

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ
لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُمْ
نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۚ ﴿۳۱﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَ
مَكْرَ السَّيِّئِ ۖ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ
فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۗ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۚ ﴿۳۲﴾
أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ
إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ۚ ﴿۳۳﴾ وَلَوْ يُوَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا
كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ
إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَإِذَا جَاءَهُمْ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ
بَصِيرًا ۚ ﴿۳۴﴾ (فاطر: ۳۱-۳۴)

پھر فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی اس میں دو گروہوں کا ذکر تھا ایک وہ جو اپنی عزتیں اللہ ہی سے حاصل کرتے ہیں ان کی تمام دعاؤں کا رخ ان کی التجاؤں کا رخ آسمان کی طرف رہتا ہے اور عمل صالح ان کے پاکیزہ کلمات کو مزید نفعتیں بخشتا رہتا ہے۔ اسی آیت کے دوسرے حصے میں ان لوگوں کا بھی ذکر تھا اور ہے **جَوْوَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ** کہ جو گندی اور بری اور ناپاک تدبیریں کرتے ہیں اور ان کے متعلق فرمایا **لَهُمْ عَذَابٌ** ان کے لئے بہت ہی سخت عذاب مقدر ہے۔

یہ **يَمْكُرُ السَّيِّئَاتِ** سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں جب ہم اسی سورہ فاطر کے آخر پر پہنچتے ہیں تو **يَمْكُرُ السَّيِّئَاتِ** کے مضمون کو قرآن کریم خود ہی کھول دیتا ہے۔ فرماتا ہے وہ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خدا کی بڑی بھاری قسمیں کھائیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا خدا کی طرف سے آیا ہو یا آجائے تو یقیناً وہ پہلی قوموں سے زیادہ ہدایت پانے والے ہو جائیں گے لیکن افسوس ان کے حال پر کہ جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو نفرتوں کے سوا انہوں نے کسی چیز میں ترقی نہیں کی۔ **اسْتَكْبَارًا فِي الْأَرْضِ** کیونکہ یہ زمین میں تکبر اختیار کرنے والے لوگ ہیں تکبر اختیار کرتے ہوئے انہوں نے آنے والے کا انکار کر دیا **وَمَكَرُ السَّيِّئَاتِ** اور اس وجہ سے انکار کیا کہ یہ بری تدبیریں جانتے تھے۔ ایسے لوگ تھے جن کو یہ گھنڈ تھا کہ ہم زمین میں بڑے بھی ہیں اور سازشوں اور جھوٹی سکیمیں بنانے میں ہمارا کوئی جواب نہیں، ہر قسم کی گندی تدبیریں بنانی ہمیں خوب آتی ہیں اس لئے جس قوم کے پاس طاقت بھی ہو بڑائی بھی ہو اور مکر اور فریب کی تدبیریں بنانے کی بھی ماہر ہو اس کو خدا کی طرف سے آنے والے کسی شخص کی پروا نہیں رہتی۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی دو چیزیں ہیں جو دنیا میں کامیابی کا گرہوا کرتی ہیں۔ جن کے پاس دنیا کی ظاہری بڑائی آجائے اور اس کے علاوہ وہ سازشی دماغ بھی رکھتے ہوں اور گندی مکر و فریب کی تدبیریں بنانا ان کا روزمرہ کا کام ہو وہ خدا کی طرف سے آنے والے ایک عاجز بندے پر کیسے ایمان لا سکتے ہیں؟

تو قوم کی ساری نفسیاتی حالت اسے انکار پر آمادہ کرتی ہے اس کا نقشہ اس آیت کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے میں کھینچ دیا گیا **اسْتَكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكَرُ السَّيِّئَاتِ** ان دو چیزوں نے قوم کو

ہدایت پانے سے محروم کر دیا۔ لیکن ایک بات تو بھول جاتے ہیں وَلَا يَحِقُّ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ط گندی اور ناپاک تدبیر تو بنانے والے کے سوا کسی کو گھیرے میں نہیں لیا کرتی۔ کسی کا گھیرا نہیں ڈالتی، کسی کو ناکام اور ذلیل و رسوا نہیں کرتی، کسی کو ہلاک نہیں کرتی مگر اسی کو جس نے وہ تدبیر بنائی ہو اور فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ پس وہ کیا گزرے ہوئے لوگوں کے اوپر جو واقعات گزر گئے ان کے سوا کچھ چاہتے ہیں؟ کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس دفعہ وہ واقعات ان پر نہیں گزریں گے جو پہلی قوموں پر گزرتے رہے ہیں جن پر تاریخ گواہ ہے؟ کیا وہ خدا سے کسی اور سلوک کی توقع رکھ رہے ہیں؟ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا لیکن یاد رکھیں اور اے مخاطب! تو یاد رکھ کہ تو خدا کی سنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں دیکھے گا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۝ اور خدا کی تدبیر میں اور خدا کی سنت میں تو کبھی کوئی ٹال مٹول نہیں دیکھے گا واضح اور یقینی اور غیر مبدل سنت جیسے ہمیشہ سے کام کرتی چلی آتی ہے ویسے ہی آج کرے گی۔

اس آیت میں جو ایک قابل توجہ بات ہے یہ ہے کہ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ میں تو پہلوں کی سنت کا ذکر فرمایا گیا تھا کہ کیا یہ پہلوں کی سنت کے سوا بھی کسی سنت کی توقع رکھتے ہیں؟ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا میں پہلوں کی سنت کے دہرائے جانے کی بجائے اللہ کی سنت کا ذکر فرمایا گیا تو مراد یہ ہے کہ وہ پہلے لوگوں جیسی حرکتیں کر رہے ہیں اور پہلے لوگوں جیسے انجام سے بے خبر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کا انجام ویسا نہیں ہوگا اور چونکہ یہ انجام خدا کی طرف سے آیا کرتا ہے اس لئے جب نتیجہ ظاہر فرمایا تو وہاں سُنَّتِ الْأَوَّلِينَ کی بجائے سنت اللہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ جب پہلے لوگوں نے ایک خاص طریق اختیار کیا، ایک خاص رنگ ڈھنگ اپنایا تو ان کی ہلاکت خدا کی تقدیر کے نتیجے میں ہوئی تھی، ایک طبعی نتیجے کے طور پر نہیں ہوئی اس لئے مضمون کو بدل کر سُنَّتِ الْأَوَّلِينَ کی بجائے نتیجے کے وقت اللہ کی سنت کا ذکر فرمایا، یہ چونکہ پہلی قوموں کی سنت پر چل پڑے ہیں اور توقع یہ رکھ رہے ہیں کہ پہلی قومیں تو بیوقوفی کی وجہ سے یا کسی اور مقصد یا کسی اور کوتاہی کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں ہم زیادہ ہوشیار ہیں، ہم زیادہ بڑے ہیں، ہم زیادہ چالاکیاں جانتے ہیں، ہم اس انجام سے بچ جائیں گے۔ یہ وہم پیدا ہوتا ہے بدسکیمیں بنانے والوں کے دماغ میں اور مَكْرُ السَّيِّئِ کرنے والوں کے دماغ میں اگر وہ یہ یقین رکھتے کہ اللہ کی طرف سے پھر

ایک سنت جاری ہوا کرتی ہے تو ان کو کبھی وہم و گمان بھی نہ آتا کہ ہم اپنی بد تدبیروں کے بدنتائج سے بچ جائیں گے۔ تو چونکہ وہ پہلوں کی سنت پر دھیان اس طرح کرتے ہیں جیسے کچھ گزری ہوئی تو میں تمہیں ان سے یہ بیوقوفی سرزد ہوگئی، ان سے وہ بے وقوفی سرزد ہوگئی، ایسے بعض بڑے بڑے لوگ تھے ان کی تاریخ پڑھتے ہیں کہتے ہیں ان سے یہ حماقت ہوئی، یہ نہ ہوتا تو نیولین نہ مارا جاتا، وہ نہ ہوتا تو فرعون کے ساتھ وہ سلوک نہ ہوتا۔ تو وہ تاریخی نقطہ نگاہ سے ان کی غلطیاں دیکھنے لگ جاتے ہیں اور ان کی سنت کی طرف ان کا دھیان رہتا ہے اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جب یہ قومیں دنیاوی قومیں اللہ کے مقابل پر آتی ہیں تو پھر اللہ کی بھی ایک سنت جاری ہوا کرتی ہے، اس سنت میں وہ کبھی کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے، اس سنت میں وہ کبھی ٹال مٹول نہیں پائیں گے۔

أَوْلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً^ط

وہ کیوں غور نہیں کرتے اور کیوں جائزہ نہیں لیتے اپنے گرد و پیش کا وہ قوموں کی اس دبی ہوئی تاریخ کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے جو ہلاک ہو کر زیر زمین دفن ہو چکی ہیں یَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ دُنْيَا میں پھریں اور دیکھیں کہ پرانی قوموں کا کیا انجام ہوا وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً^ط وہ ان سے زیادہ طاقتور تھیں اور ان کے مقابل پر خدا کی طرف سے آنے والے بندے بظاہر ان سے بہت زیادہ کمزور تھے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ ابَّ پھر اسی طرز میں جس طرح پہلے قوم کی سنت کا ذکر کر کے اچانک سنت کا مضمون خدا کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا تھا اب ان کی اس قوم کو أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً^ط بیان کرنے کے بعد کہ وہ بہت بڑی طاقتور قومیں تھیں اچانک مضمون کو پھر خدا کی طرف پھیر دیا اور فرمایا:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ^ط

لیکن بد قسمتی سے ان کا مقابلہ خدا سے پڑ گیا یعنی مضمون یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر ان کی قوت پر صرف انحصار کیا جائے اور عام تاریخی مطالعہ ہو تو نتیجہ یہی نکلتا چاہئے جو اس زمانہ کے بیوقوف نکالتے ہیں کہ جب بڑی قوموں کی چھوٹی قوموں سے ٹکر ہوتی ہے تو ان کو ہلاک کر دیا کرتی ہیں، جب زیادہ مکار اور چالاک لوگوں کی سادہ لوح انسانوں سے لڑائی ہوتی ہے تو مکار اور چالاک غالب آجایا

کرتے ہیں، یہ طبعی نتیجہ ہے۔ تو فرمایا وہ پہلے تو ان سے بھی زیادہ طاقتور تھے جو آج ہیں لیکن وہ ناکام اور ہلاک ہوئے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے مقابل پر زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی نہیں آسکتی، کوئی چیز بھی ٹھہر نہیں سکتی۔ دنیا کی کوئی طاقت خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا وہ عــــلیم بھی ہے اور قدرت بھی بہت رکھتا ہے۔

وَلَوْ يُوْاْخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَاۤبَّةٍ اَّا رَا اللّٰهُ لَوُغُوْنَ كِيْ
بداعمالیوں پر لوگوں کو پکڑے تو زمین پر کسی جاندار کو بھی نہ چھوڑے۔

وَلٰكِنْ يُّوَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى لٰكِنْ وَهٖ اَيَّامٌ مَّعِيْنَةٌ لِّكَ اِنَّكَ لَآتِيْهِمْ
ہے ان کو ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِۦ بَصِيْرًا ﴿۶۱﴾

جب ان کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِۦ بَصِيْرًا ﴿۶۱﴾ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت نظر رکھنے والا ہوتا ہے۔ عموماً ترجمہ کرنے والوں کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ ان کی بداعمالیوں پر نظر رکھ کر ان کو سزا دیتا ہے اور اس وقت وہ یہ جانتے ہیں کہ ہاں اللہ تعالیٰ خوب بصیر تھا۔ ایک یہ معنی بھی ممکن ہے لیکن زیادہ موزوں بر محل معنی اس کے برعکس ہیں کیوں کہ بِعِبَادِهِۦ بَصِيْرًا میں ایک پیار کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اپنے بندوں پر نظر رکھنے والا ہے مراد یہ ہے کہ قومی عذاب کے وقت بھی جب کہ عالمی طور پر انسان پکڑا جائے یا قومی طور پر کوئی بعض جغرافیائی قومی پکڑی جائیں اس قسم کے وسیع پیمانے کے آنے والے عذابوں کے وقت بھی اپنے بندوں پر اللہ پیار کی نظر رکھتا ہے اور ان کو ان مصیبتوں سے بچاتا ہے ورنہ تو قومی پکڑ کے وقت یہ خطرات درپیش ہوتے ہیں کہ کمزور لوگ جو پہلے ہی بیچارے طاقتور دشمنوں کے ہاتھوں ظلم اٹھا رہے ہیں ستم اٹھا رہے ہیں وہ لوگ اور بھی زیادہ مصیبتوں کا شکار نہ ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کی طرف سے آنے والے عذابوں میں ایک امتیاز تم دیکھو گے۔ عام عذابوں کی طرح وہ سب کو برابر نہیں پسیں گے بلکہ چونکہ اپنے بندوں کی حفاظت کے لئے اور اپنے بندوں سے پیار کے اظہار کے لئے خدا ایسا کرتا ہے اس لئے پھر ایسے حالات میں ان پر نظر بھی رکھتا ہے اور ان کو ان مصیبتوں سے بچاتا بھی ہے۔

یہ وہ آیات کریمہ ہیں جن کے ذکر میں بظاہر تو انسان کا دماغ ہزاروں سال کی مذہبی تاریخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لیکن ایک احمدی کی نظر سے دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی تاریخ

آج ہمارے سامنے اس طرح گزر رہی ہے، اس طرح دوہرائی جا رہی ہے جیسے ایک فلم چلائی جا رہی ہو۔ وہ زمانے جو کھوئے گئے تھے، وہ تو میں جو زمین میں پیوست ہو کر تہہ خاک سو بھی چکی تھیں مدتوں سے، قصے اور کہانیاں بن چکی تھیں، ان کی تاریخ بھی زندہ ہو رہی ہے اور ان قوموں کی تاریخ بھی زندہ ہو رہی ہے جن قوموں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ گڑھے مردے پھراٹھ کھڑے ہوئے ہیں لیکن یہ زندگی جو مَکْرَ السَّيِّئِ ط کرنے والوں کی زندگی ہے یہ ایک عارضی زندگی ہے اور وہ جن کو ہلاک کرنے کے یہ درپے ہیں وہ انہی حالات میں سے ہمیشہ کی زندگی پا جائیں گے فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ لِعِبَادِهِ بَصِيرًا اس لئے زندگی پا جائیں گے کہ اللہ اپنے بندوں پر پیار کی نظر رکھتا ہے اور کبھی ان کو اکیلا نہیں چھوڑا کرتا۔ یہ ہے مضمون اس آیت کا یا ان چند آیات کا جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض متعلقہ اقتباسات بھی میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ گزشتہ تقریباً دو سال سے میں مسلسل قوم کو متنبہ کر رہا ہوں کہ اپنی ہلاکت کے سامان اپنے ہاتھوں سے نہ کرو۔ تم سے پہلے بڑی بڑی قومیں گزری ہیں، بڑے بڑے طاقتور آئے ہیں، بڑے بڑے فرعون اس دنیا میں پیدا ہوئے اور چلے بھی گئے اور ہر ایک نے ان میں سے کوشش کی تھی کہ خدا کی طرف سے اٹھائی جانے والی آواز کو بادیں اور ہلاک کر دیں اور جب بھی انہوں نے ایسا کیا وہ ہمیشہ خود ہلاک ہوئے اس لئے باز آؤ اور اپنی ان حرکتوں سے توبہ کرو اور استغفار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ استغفار کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں فرمایا کرتا ہے بے انتہا رحم کرنے والا اور بے حد توبہ قبول کرنے والا خدا ہے لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آئی کسی کو اور دن بدن وہ پہلے سے زیادہ اپنی شرارت میں بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اب یہ حالت پہنچ چکی ہے کہ براہ راست کلمہ طیبہ پر ہاتھ ڈالنے کا قوم نے فیصلہ کیا ہوا ہے یعنی قوم کے چند شریر سربراہوں نے لیکن چونکہ وہ قوم کی نمائندگی کر رہے ہیں، چونکہ قوم ان کے ہاتھ نہیں روک رہی اس لئے ان کے شر سے قوم بھی پھر بچ نہیں سکے گی اس لئے اب میں اس قوم کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اپنے بڑوں کے ہاتھ اس ظلم سے روک لو جو لازماً تمہیں ہلاک کر دے گا کیوں کہ اب مقابلہ اس بات کا نہیں ہے کہ احمدی کتنے ہیں اور اس کے مقابل پر احمدیوں کے دشمن کتنے ہیں؟ اگر ساری دنیا بھی کلمہ طیبہ کو

مٹانے کی کوشش کرے گی تو لازماً کلمہ اس دنیا کو ہلاک کر دے گا۔ آج کلمہ کی طاقت کا غیر توحیدی طاقتوں سے مقابلہ ہو گیا ہے۔ آج قوم ننگی ہو کر اور کھل کر سامنے آگئی ہے کہ ان کے مدعا اور مقاصد کیا تھے؟ اسلام کی تاریخ کا یہ سب سے دردناک دور ہے کہ اسلام کے نام پر اسلام کے دشمنوں کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ ایک وہ دور تھا کلمہ طیبہ مٹانے کا جب آنحضرت ﷺ نے دعویٰ فرمایا اور کلمہ کی حفاظت کرنے والے مکہ کی گلیوں میں گھسیٹے گئے۔ ان پر ایسے ایسے مظالم ہوئے کہ ان کا ذکر پڑھنے سے ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا وقت یاد کریں کہ کس طرح کلمہ کے جرم میں ان کو مکہ کی سنگلاخ زمینوں پر اس طرح گھسیٹا جاتا تھا جس طرح ایک مرے ہوئے کتے کو ٹانگوں میں رسی ڈال کر بچے گھسیٹتے ہیں۔ ان کو اور بعض اور غلاموں کو تپتے ہوئے صحراؤں میں جب کہ درجہ حرارت ۴۰ درجہ پہنچ جایا کرتا تھا، تپتی ریت پر لٹا کر پھر گرم پتھر کی سلیں ان کی چھاتیوں پر رکھی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ اب بھی تو بہ کرو گے کہ نہیں کلمہ طیبہ سے؟ اور راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حالت میں بے ہوش ہوا کرتے تھے کہ اسہدان الا الہ الا اللہ کی آواز ان کی بلند ہو رہی ہوتی تھی آخری وقت تک اور جب ہوش آتی تھی تو پہلا کلمہ خود بخود دمنہ سے نکلتا تھا اسہدان الا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

کیسا بد بختی کا زمانہ ہے کہ وہ دور جس میں دشمن اسلام نے کلمہ کو مٹانے کا فیصلہ کیا اور اس راہ میں انتہائی مظالم اختیار کئے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دشمنوں کا دور اور ان کا کردار آج کے مسلمانوں نے اپنا بنانا شروع کر دیا ہے اور سارے پاکستان کی مساجد میں یہ اعلان ہو رہے ہیں کہ ہم احمدیوں کی مساجد سے ان کے درو دیوار سے کلمہ مٹا کر چھوڑیں گے اور حکومت کے نمائندے، میرے پاس تصویریں ہیں بے شمار ایسی پڑی ہوئی وہ سیڑھیوں پر چڑھ چڑھ کر، دیواروں پر چڑھ چڑھ کے کلمہ پر سیاہی پھیر رہے ہیں۔ کوئی حیا نہیں، کوئی خوف نہیں خدا کا کچھ پتا نہیں کہ وہ اپنی کیا تصویر بنا رہے ہیں۔ ایک بات بہر حال آخری اور یقینی ہے کہ جماعت احمدیہ کلمہ کی حفاظت میں جان دے گی اور ہرگز کسی قیمت پر اس بات کو قبول نہیں کرے گی۔ امر ہو یا غیر امر، ایک دنیا کی طاقت ہو یا ساری دنیا کی طاقتیں ہوں، ہرگز کوئی احمدی کسی امر کی کوئی ایسی بات قبول نہیں کرے گا جو دین کے اصولوں پر حملہ آور ہو رہی ہو اور کلمہ طیبہ تو دین کی جان ہے اصول تو دوسری باتیں ہیں یہ تو وہ مرکزی حصہ ہے جس

سے سارے اصول نکلتے ہیں۔ وہ بیچ کی جڑ ہے جس سے آگے جڑیں پھوٹی ہیں اس لئے اس بات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی احمدی کلمہ طیبہ کو چھوڑ دے گا یا کلمہ طیبہ کو مٹانے دے گا ان ظالموں کے ہاتھوں۔ اگر کوئی حکومت بد کردار خود مٹاتی ہے تو دیکھیں اس حکومت کے ساتھ پھر خدا کیا سلوک کرتا ہے لیکن حکومت کے علاوہ جو لوگ ہیں خواہ احمدی کتنے ہی اس راہ میں مارے جائیں ان کو نہیں ہاتھ ڈالنے دیں گے۔ بعض اصول ہیں جن کے نتیجے میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر حکومت کے نمائندے کسی قانون کے تابع مٹاتے ہیں تو مزاحمت نہیں کی جائے گی لیکن کلمہ لکھا جائے گا، حکومت کا یہ حکم تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ تم نے کلمہ چھوڑنا ہے۔ اس راہ میں جو کچھ گزرتی ہے گزرے گی اس لئے ان دو باتوں کے درمیان میں رہنا ہوگا۔ کسی آمر کی یہ بات تسلیم نہیں کی جائے گی کہ تم کلمہ چھوڑ دو اور قانون تمہیں منع کر رہا ہے اس لئے اپنا یہ حق اپنے ہاتھوں سے ترک کر دو۔ جو چاہے وہ کر گزرے ہم دیکھیں گے ہمارا خدا اس سے زیادہ طاقتور ہے یا وہ ہمارے خدا سے زیادہ طاقتور ہے۔

”آنحضرت ﷺ کو بھی ایک وقت کے جبار آمر نے اسی قسم کا ایک پیغام بھیجا تھا اور اس یمن کے بادشاہ کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا تھا کہ تمہاری گردن ہمارے ہاتھ میں ہے اس لئے حکم سنتے ہی چلے آؤ ہماری طرف۔ چند دن دعا اور استخارہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے جواباً یہ پیغام بھیجا کہ اس سے جا کر کہہ دو کہ میرے خدا کے ہاتھ میں اس کی گردن ہے اس لئے میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ہم نے آج اسے ہلاک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ساری دنیا کی طاقتوں کی گردنیں ہیں۔ پتہ نہیں کیوں دنیا کے متکبران باتوں کو بھول جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے ٹکر لینا ایک بہت ہی بڑا جہالت کا کام ہے، خودکشی ہے اور جب انسان ایسے مقامات پر فائز ہو جہاں وہ قوم کی نمائندگی کرتا ہو تو یہ قومی خودکشی بن جاتی ہے اس لئے ہم تو ایک حرف نصیحت کے طور پر اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ فعل نہ کرو اگر تم کلمے مٹاؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی غیرت کا ہاتھ تمہیں لازماً مٹا دے گا اور پھر کوئی دنیا کی طاقت تمہیں بچا نہیں سکے گی لیکن چونکہ تمہارے دکھ بھی پھر ہمیں پہنچنے ہیں اس لئے ہم بار بار تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ ایسے افعال سے، ایسے بد افعال سے باز آ جاؤ۔ اتنی جہالت، اتنا اندھا پن ہے کہ ان کو نظر نہیں آ رہا کہ جن کو غیر مسلم کہتے ہیں وہ کلمے کی حفاظت میں مارے جا رہے ہوں گے اور وہ لوگ جو مسلمان بنتے ہیں وہ کلمہ مٹا رہے ہوں گے۔ یہ بھی ان کو نظر نہیں آ رہا کہ کہاں تک وہ پہنچ چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات کا میں نے ذکر کیا تھا جو صورت حال پر چسپاں ہونے والے ہیں ان کو پڑھ کر میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیوں کر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے؟ شریرا انسان کہتا ہے کہ میں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آ جاؤں گا“

مَكْرَ السَّيِّئِۙ؎ کا جو ذکر پہلے قرآن کریم میں گزرا ہے یہ اسی کی طرف اشارہ فرمایا جا رہا ہے۔

”اور میں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اس سے کہتی ہے کہ اے شریر! میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا، کیا تو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا؟ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے؟“

پھر آپ فرماتے ہیں:

”یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بد قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکر یوٹی اور ابو جہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے؟۔۔۔۔۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہر گز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے

بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی۔“

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۹-۱۰)

فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہی حال اس زمانہ کے جفا کار منکروں کا ہوگا۔ ہر ایک شخص اپنی زبان اور قلم اور ہاتھ کی شامت سے پکڑا جائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔“

پھر فرماتے ہیں:

”یاد رکھو! کہ آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھ اپنے منہ بند کر لیں گے اور بڑی ندامت اور ذلت کے ساتھ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو کر ایسے ٹھنڈے ہو جائیں گے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈال دے۔ لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اس میں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتانے سے پہلے بات کو پا جائے۔ اگر سخت مغز خوری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا۔ بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کریں گے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کریں گے۔“

پھر آپ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ کا پانی پیئے گی اور یہ

